سلسلہ خطبات جمعہ شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

ملاوٹ اور ناپ تول میں کمی، عذاب الٰہی کو دعوت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ ؕ قَدۡ جَآءَتۡکُمۡ بَیِّنَۃٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ فَاَوۡفُوا الۡکَیۡلَ وَ الۡمِیۡزَانَ وَ لَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡیَآءَہُمۡ وَ لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِہَا ؕ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ(اعراف. ۸۵)

ترجمہ: ’’ (حضرت شعیبؑ نے) فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اللہ کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہونچ چکی ہے، پس پوری کرو ماپ، تول کو اور مت گھٹا کر دو لوگوں کو ان کی چیزیں، اور خرابی مت پھیلاؤ زمین میں اس کی اصلاح کے بعد، تمہارے لئے یہی بہتر ہے، اگر تم ایمان والے ہو۔‘‘

شرک کی ابتداء؟ محترم حاضرین! ایسا وقت ہم مسلمانوں پر آیا ہے کہ گناہوں کی دلدل میں ڈوبتے جارہے ہیں، اور یہ احساس ہی نہیں کہ ہمارے دن رات کے اعمال میں نیکیوں کا تناسب کیا ہے اور برائیوں کا کتنا ہے۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ کی آمد سے پہلے انبیاؑ کی تشریف آوری کا سلسلہ جاری رہا، ان کے دعوت وتبلیغ اور ہر نبی کے قوم اور مخاطبین کا ردعمل اور ان کے مخصوص معاصی اور عادات کے تذکرے آپ قرآن مجید میں پڑھتے اور سنتے رہتے ہیں، حضرت نوحؑ جب نبی کی حیثیت سے مبعوث ہوئے اس وقت ان کے قوم کے تمام افراد بت پرستی میں مبتلا تھے، ابوالبشر حضرت آدمؑ کے دنیا سے رخصت ہوتے وقت روئے زمین پر موجود آدمؑ کی تمام اولاد وحدانیت رب کے عقیدہ پر ثابت قدم رہی، حضرت آدمؑ کے بعد بعض صلحاء جب دنیا سے رخصت ہوئے ان سے محبت اور عقیدت کی وجہ سے انکی تصاویر پھر مجسمے بنا کر ان کو پوجنا شروع کردیا۔ یہی عادت بد ہمارے ہاں بھی بعض حلقوں میں موجود ہے کہ کسی اللہ کی برگزیدہ بندہ سے عقیدت اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ شرعی حدود وقیود پائمال کرکے اس کے قبر اور تصاویر کے سجدے شروع ہوکر اس سے وہ حاجات وخواہشات مانگنا شروع کردیتے ہیں جس کے دینے اور لینے والی ذات صرف اللہ ہے۔

امم سابقہ کی بت پرستی: ابوالبشر ثانی حضرت نوحؑ ایک طویل عرصہ تک یعنی ساڑھے نو سو سال لوگوں کو شرک چھوڑنے اور توحید وتقویٰ کا عقیدہ اور راہ اختیار کرنے کی دعوت دیتے رہے، صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی بجائے نہ صرف قوم نے حضرت نوحؑ کی دعوت مسترد کردی بلکہ ان کو توہین آمیز القاب سے پکارنا شروع کردیا۔ نوحؑ نے ان کو صحیح

راہ اختیار کرنے کے لئے ہر ممکن طریقے آزمائے، مگر جب وہ ٹس سے مس نہ ہوئے تو ان کے لئے بددعا کی جس کے نتیجہ میں طوفان نے ساری قوم کو اپنی گرفت میں لے کر تباہی و ہلاکت کی وادیوں میں دھکیل دیا۔قوم عاد بھی بت پرستی میں مبتلا تھی، اور حاجت روائی کے لئے الگ الگ خدا مقرر کیے، پیغمبر نے جب ان کو ایک خدا کی عبادت اور اسی معبود برحق سے اپنی حاجات کے لئے دادرسی کی تبلیغ شروع کردی، انہوں نے نعوذ باللہ نبی کو عقل سے عاری کہنے کی ناپاک جسارت کرنی شروع کردی، حضرت ہودؑ نے ان کو اللہ کے بے شمار احسانات یاد دلا کر شرک کو چھوڑنے کی شدومد سے کوششیں کیں مگر عقل کے اندھوں پر کوئی نصیحت کارگر نہ ہوئی بلکہ نبی ان کو جس عذاب سے خوفزدہ کرنے کا ذکر فرماتے۔اس عذاب کو وقوع پذیر ہونے کا مطالبہ کرنے لگے۔

مخالفت انبیاء پر عذاب: ان کی اس شقاوت قلبی پر ان پر آندھی کا ایسا طوفان آٹھ دن مسلسل آیا کہ تمام کے تمام نیست ونابود ہوگئے۔حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت توحید اور قوم ثمود کی وعدہ خلافیوں کا آسمان سے زبردست چیخ اور زمین سے شدید زلزلہ کی صورت میں نتیجہ نکلا کہ ان کی جڑ ہی ختم ہوئی۔حضرت لوط علیہ السلام کی قوم ایک غیر فطری، غیر اخلاقی اور گندے عمل میں مبتلا رہنے کی وجہ سے جبکہ ان کے پیغمبر ان کو بارہا اس شرمناک فعل سے منع ہونے اور ترک نہ کرنے پر سخت ترین عذاب اور سزا کی وعید سناتے رہے۔بدبخت قوم اس لعنتی عمل بد میں ایسے منہمک تھے کہ اپنے پیغمبر کے ہاں آئے ہوئے مہمانوں کو بھی اپنے غیر انسانی عمل کا شکار بنانے کا ارادہ کرتے۔حضرت لوطؑ کی بیوی بھی اس ملعون کام میں ان بدکاروں کی معاونت کرتی۔اپنے خاوند یعنی پیغمبر کے ہاں وارد ہونے والے معزز مہمانوں کی آمد کی اطلاع بھی ان بدبختوں کو یہی عورت دیتی۔گزشتہ اقوام کی طرح اس قوم کا بھی وہی انجام ہوا جس کے وہ مستحق اور حقدار تھے۔کفر وبدکاری کے مرتکب ان لوگوں کے تمام گاؤں اللہ کے حکم پر الٹا کر ان پر اوپر سے پتھروں کی بارش بھی ہوئی اس عذاب الیم سے تمام قوم حضرت لوطؑ کے بیوی سمیت ہلاک ہو کر قیامت تک آنے والے نسلوں کے لئے عبرت کا نشان بن گئی۔

وجہ ہلاکت قوم شعیبؑ: پھر وہ وقت آیا کہ حضرت شعیب علیہ السلام کو رب کائنات نے اہل مدین اور اصحاب الایکہ کی اصلاح کے لئے بھیجا۔جس کا ذکر خطبہ کے ابتداء میں ذکر کردہ آیت میں ہوا ہے، کفر وشرک کے علاوہ ان کا آپس میں معاملات کا تعلق بھی ناگفتہ بہ تھا اور حقوق العباد کا خیال رکھنا ان کے ہاں ان امور کا تصور ہی نہ تھا، دوسرے سے خریداری کرتے وقت وزن یا جو چیز پیمانے سے بیچی جاتی، بھاری اور زیادہ حاصل کرنے کی عادت تھی، اور جب خریدی ہوئی شی دوسرے کو بیچتے تو کم باٹ یا پیمانہ استعمال کرتے۔گویا ہماری اصطلاح میں خریدنے کے لئے پکا سیر اور دوسرے کو دیتے وقت کچا سیر استعمال کرتے یا ناپنے والی چیز ہوتی تو میٹر سے لیتے، بیچنا ہوتا تو گز جو میٹر سے کم ہوتا ہے اس کے حساب سے فروخت کرتے۔

یہ ایک ایسا عمل تھا جس کی ہر مذہب میں سخت مذمت کی گئی کیونکہ اس میں مخلوق خدا کے حقوق کی حق تلفی اور آپس کے معاملات کو درست رکھنے کے حکم کی صریح نافرمانی تھی۔ حقوق العباد کی رعایت نہ کرنے والوں کے بارہ میں سورۃ المطففین میں رب العالمین نے انتہائی سخت ارشاد فرمایا۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ○ الَّذِيْنَ إِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ○ وَإِذَا كَالُوْهُمْ أَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ○ أَلَا يَظُنُّ أُولٰٓئِكَ أَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ○ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ: (تباہی) خرابی ہے ان لوگوں کے لئے جو گھٹانے والے ہیں وہ جو لوگوں سے ماپ کرلیں تو پورا لیں اور جب ان کو ماپ یا تول کر دیں گھٹا کر دیں کیا ان لوگوں کو یہ خیال نہیں کہ ان کو (مرنے کے بعد) دوبارہ مبعوث ہونا ہے۔ اس بڑے دن (یعنی قیامت) اس دن یہ لوگ جہاں کے مالک کے سامنے پیش ہوں گے۔

کسب حلال عبادت ہے: انسانی حقوق میں اس کمی اور نقصان کے علاوہ عام راستوں پر بیٹھ کر لوگوں پر تشدد کرکے ان کے اموال کو لوٹنا بھی ان کا محبوب طریقہ تھا۔ کفروشرک تو جیسے آپ حضرات پہلے بھی سن چکے ہیں گزشتہ اقوام میں قدر مشترک تھی۔ حلال طریقوں سے رزق کمانا اور اس کے اسباب وذرائع اختیار کرنے پر اللہ اور اس کے نبی نہ صرف اسلام بلکہ تمام انبیاء نے اپنے اپنے ادوار میں اپنے امتیوں کو شدت سے زور دیا ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے "طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ" کہ فرائض خداوندی کی بجاآوری کے بعد حلال وجائز طریقہ سے اپنے لئے رزق تلاش کرنا بھی اہم فریضہ ہے۔ کوئی مذہب اس سلسلہ میں سستی اور کاہلی اختیار کرنے کا روادار ہے اور نہ دوسرے کے مال واسباب کو ناجائز طریقہ سے حاصل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

ملاوٹ، کمی بیشی، فعل حرام: آج ہماری غفلت اور نادانی کا حال یہ ہے کہ ہم میں سے اکثر نیکوکار اور بظاہر متقی کہلوانے والے اس طرف توجہ دینے کی قطعاً زحمت نہیں کرتے دیگر برائیوں کے علاوہ ناپ تول جو کہ حلال کمائی کا ذریعہ ہے میں کمی، بیشی اور ملاوٹ جیسے حرام امراض سے منع ہونے کے لئے حضرت شعیبؑ نے اللہ کے احکامات اور دلائل پیش کئے مگر یہ گناہ ان کی طبیعت ثانیہ بن کر اس سے بچنے پر آمادہ نہ تھے۔ پھر ان تمام لوگوں کا جو انجام ہوا وہ ان شاء اللہ آگے عرض کروں گا۔

قیامت تک باقی رہنے والے فطری وجامع مذہب اسلام نے تو یہاں تک حکم اپنے مرشد ومقتدی ﷺ کے ذریعہ اپنے ماننے والوں کو دیا کہ **من اشتری ثوبا بعشرۃ دراھم وفیه درھم من حرام لم یتقبل اللہ عزوجل لهٗ صلوۃ مادام علیه (رواہ احمد)**

ارشاد نبوی ہے: جس نے درہم (یعنی روپے) کا کپڑا خریدا اور اس میں ایک روپے کے برابر حرام پیسہ شامل تھا، جب تک وہ کپڑا اس کے استعمال میں رہے گا، اس کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔

ایک اور جگہ حضورؐ کا فرمان ہے: **عن عقبة ابن عامر قال سمعت رسول الله ﷺ يقول المسلم اخو المسلم ولا يحل لمسلم باع من اخيه بيعاً فيه عيب الابينه له (ابن ماجه)** ''حضرت عقبہؓ بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے رحمۃ للعالمین سے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اس کے لئے جائز نہیں کہ دوسرے مسلمان پر (جو اس کا دینی بھائی ہے) بغیر اس کو (پہلے سے بتائے) عیب دار چیز اسے بیچ دے۔''

سرکار دوعالم ﷺ کی ایک اور سخت وعید: **عن ابی هريرةؓ قال قال النبیؐ من غش فليس منا (مسلم)** ''جو شخص کسی کو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔''

یعنی خریدار سمجھ رہا ہے کہ جو چیز خریدر ہا ہوں وہ صحیح ہے جبکہ حقیقت میں وہ شی ناقص ہے بیچنے والا گاہک کے ساتھ دھوکہ کرر ہا ہے، یہ عمل مسلمان کا نہ شیوہ ہے اور نہ اس کے لئے ایسا دھوکہ دینا جائز ہے۔ اس کی ایسی گھٹیا حرکت سے ظاہر ہور ہا ہے کہ یہ شخص امت مسلمہ کا فرد ہی نہیں۔

ملاوٹ کرنے والوں کو وعید وسزا: محترم حاضرین! یہی حکم اس شخص کے بارہ میں بھی ہے جو دوسرے سے صحیح وزن اور پیمانہ سے پورا مال خریدے اور بیچتے وقت ایسے ترازو یا پیمانہ سے دے جس میں خریدار کو دھوکہ دے کر کم شی دے۔ یا خالص چیز میں ناقص اشیاء مثلاً دودھ میں پانی، چائے میں چنے وغیرہ کا چھلکا ملانے، ذخیرہ اندوزی کرنے والا بھی اسی حکم میں داخل ہے۔ اب تو ہر شخص دولت حاصل کرنے کی ہوس میں ایسا مبتلا ہے اور سنگدلی اس حد تک پہونچ چکی کہ ملاوٹ کرنے والا یہ خوف بھی نہیں کرتا کہ جو چیز ملار ہا ہوں یہ انسان اور مسلمان کی صحت کے لئے مضر ہے، جس کے استعمال کا نتیجہ اکثر ہلاکت کی صورت حاصل کر لیتا ہے، اس کی اصل وجہ مال کا حاصل کرنا اور خوف خدا کا مفقود ہونا ہی ہے، جس کی وجہ سے حلال وحرام کا فرق ہی ختم ہوا جبکہ ناپ کرنے والے کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے واضح ارشاد فرمایا: **وعن ابن عباسؓ قال قال رسول الله ﷺ لاصحاب الكيل والميزان الكم قد وليتم امرين هلكت فيهما الامم السابقه قبلكم (رواه الترمذی)**

''حضرت عباس حضور ﷺ سے روایت کرر ہے ہیں کہ آپ ﷺ نے ناپ تول کرنے والوں کے بارہ میں فرمایا کہ تمہارے ذمے ایسے دو کام ہیں (یعنی ناپنا اور تولنا) جن کے سبب گزشتہ امتیں ہلاک کی جا چکی ہیں۔''

اس بدترین خصلت کی وجہ سے شعیبؑ کی قوم پر تین قسم کے عذاب اللہ کی طرف سے آئے، پہلا ظلہ جس کو سائبان بھی کہہ سکتے ہیں، بادل نے ان کے سروں پر آ کر سائبان کی شکل اختیار کر لی جسکے نیچے یہ سب لوگ اس خوشی میں جمع ہوئے کہ بارش ہو کر یہ جس سخت گرمی میں مبتلا تھے کمی آ جائے گی۔ جبکہ اس بادل سے پانی کی بجائے آگ اور چنگاریوں کی بارش ان پر شروع ہوئی۔ پھر دوسرا عذاب صیحہ یعنی آسمان سے خطرناک، دلوں کو پارہ پارہ کرنے والی آواز نکلنی شروع ہوئی۔ تیسرا عذاب زمین سے زلزلہ کی شکل میں تمام زمین کے ہلنے کی صورت میں شروع ہوا بیک وقت ان

تینوں عذابوں سے ان نافرمانی کرنے والوں کا نام ونشان مٹ گیا۔

تذکرہ حکایات کا مقصد: محترم سامعین! بعض انبیاء اور جن کی طرف بھیجے گئے تھے کے واقعات ذکر کرنے سے آج میرا مقصد یہ ہے کہ ان اقوام سابقہ کو جن گناہوں کی وجہ سے اللہ نے گرفت میں لیا اور من حیث القوم سب کے سب عذاب الٰہی کا شکار ہوئے، کسی میں ناپ تول میں کمی، کوئی بدکاری میں مبتلا، کوئی دنیا کے مال ومتاع کا دلدادہ اور بت پرستی اور شرک تو ان کا تقریباً مشترکہ عمل تھا، ان ایک یا دو برائیوں کی وجہ سے ان پر اللہ کا عذاب نازل ہو کر تہس نہس کردیئے گئے۔

عذاب الٰہی یا آزمائش: اور آج بدقسمتی سے ہم میں گزرے ہوئے امتوں کی برائیاں کسی نہ کسی شکل میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ ہماری حالت ایسی ہوگئی ہے کہ ہمارا عمل اقوام سابقہ سے بدترین شکل وصورت اختیار کر کے ان سے سخت عذابوں کا مستحق ہے مگر پھر بھی اللہ رحیم وکریم ہمیں مہلت پر مہلت دے رہا ہے اور اگر عذاب الٰہی یا آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں وہ بھی کلی طور پر جیسے گزری ہوئی امتوں میں گناہ میں مبتلا تمام لوگوں پر آتی کی کیفیت نہیں بلکہ جزوی طور پر کبھی عذاب زلزلہ، سیلاب، قحط اور آپس میں قتل وقتال کی صورت میں آتا ہے جو ایک وارننگ کی شکل میں ہمیں انابت الی اللہ کا راستہ اپنانے کا سبق دیتا ہے۔

رحمت دوعالم کی دعا: تمام لوگوں کے عذاب میں مبتلا نہ ہونے کی وجہ رحمت دوعالم ﷺ کا اپنی امت کو عذاب عامہ سے بچنے کیلئے رب العالمین ﷺ کے حضور تین درخواستیں پیش کرنا ہے۔ عبداللہ بن صبا سرور کائنات ﷺ سے روایت کررہے ہیں: **عن عبداللہ بن صبا الارت عن ابیہ قال صلی رسول اللہ ﷺ صلوۃ فاطالھا فقالوا یا رسول اللہ صلیت صلوۃ لم تکن تصیلھا قال اجل انھا صلوۃ رغبۃ ورھبۃ انی سئلت اللہ فیھا ثلاثا فاعطانی اثنتین ومنعنی واحدۃ سئلتہ ان لا یھلک امتی بسنۃ فاعطا نیھا وسئلتہ ان لا یسلط علیھم عدوا فاعطا نیھا وسالتہ، ان لایذیق بعضھم بأس بعض فمنعنیھا** (رواہ الترمذی)

''عبداللہ بن صبا بن ارت اپنے باپ سے مروی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک طویل نماز پڑھائی، نماز سے فراغت کے بعد لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ نے (آج) ایسی نماز پڑھائی جو اس سے پہلے نہیں پڑھائی (آنحضرتؐ) نے فرمایا ہاں یقیناً یہ رغبت اور خوف کی نماز تھی۔ بیشک میں نے اللہ رب العزت سے اس نماز میں تین چیزیں مانگی تھیں، دو درخواستیں اللہ نے منظور کردیں اور تیسرے سے منع کردیا گیا۔''

(پہلا سوال یہ تھا) کہ (یا اللہ) میری امت کو قحط عامہ کے ذریعہ ہلاک نہ فرما۔ یعنی ایسا قحط جس کی لپیٹ میں تمام امت مسلمہ آکر پہلے امتوں کی طرح ملیامیٹ ہوجائیں تو یہ دعا قبول فرمائی۔

معزز حضرات! آج مسلم دنیا کے کسی حصہ میں بعض مسلمان قحط میں مبتلا ہوجائیں تو یہ حضور کی دعا اور اللہ کے منظو

فرمانے کے منافی نہیں کیونکہ آزمائش اور یہ عذاب بعض لوگوں پر آنے کی دعا حضور نے نہیں فرمائی بلکہ ایسے قحط سے حفاظت کی دعا تھی جس کی زد میں دنیا کے تمام حصوں میں رہنے والے مسلمان آجائیں اور یہ دعا اور اس کی قبولیت بالکل عیاں ہے۔ دوسری دعا یہ فرمائی کہ یا اللہ میری امت پر مسلمانوں کے علاوہ کسی غیر مسلم دشمن کو مسلط نہ فرما کہ تمام امت بیک وقت ان کی رعیت اور غلام بن جائے، رب العالمین نے یہ دعا بھی قبول فرمائی۔

دشمن کے غلام و آلہ کار: اب اگر دنیا کے کسی مخصوص حصہ کے مسلمان اپنے غیر مسلم دشمنوں کے تسلط اور جبر و قہر کے جال میں پھنس جائیں تو اس سے یہ نتیجہ اخذ نہ کریں کہ حضور ﷺ کی دعا کی قبولیت کے خلاف ہوا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے تمام امت کی غلامی سے محفوظ رہنے کی دعا فرمائی اور آج بحمد للہ یہی کیفیت ہے اگرچہ اکثر مسلم ممالک کے تخت حکمرانی پر قبضہ کرنے والے اپنے اپنے مفادات کے پیش نظر اپنے دشمنوں کے غلام و آلہ کار بنے ہوئے ہیں مگر ہر اسلامی ملک کی رعیت اپنی غیرت وحمیت ایمانی کی جذبہ سے سرشار ہو کر ان سامراجی، اسلام دشمن اور مسلم کش آقاؤں کے عزائم اور پالیسیوں سے بیزار ہیں۔ جب بھی ان کو اپنے حکمرانوں کے جبر سے نکلنے کے موقع ملتا ہے، ان کے سامراجی آقاؤں سے براءۃ و اظہار نفرت کے لئے عمل کے میدانوں میں بھی کود پڑتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے خالق کائنات کے حضور تیسری یہ دعا پیش کی ان (میری امت) سے بعض کا خوف، مصیبت اور ضرر دوسرے کو نہ پہونچے یعنی یہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ قتل و مقاتلہ سے محفوظ رہیں۔ یہ دعا رد کر دی گئی ان میں گناہوں کی وبا جب حد سے بڑھ جائے، تو کچھ سزا تو بطور تنبیہ دینی ہے۔

زر، زن، زمین پر قتل و غارت: معزز حضرات! آج ایسا فعل بد نہیں جو مسلمانوں کے معاشرہ میں موجود نہیں۔ اللہ کریم اور غفور ورحیم ہے، آخر کب تک رحمت وشفقت کا مظاہرہ ہوگا۔ صراط مستقیم اور گناہوں سے روکنے کیلئے کچھ انتباہ تو ہوگی۔ ایک دوسرے کو مارنے اور مرنے کا تماشا تو دور جانے کی ضرورت نہیں، اپنے ہی ملک میں آپ حضرات روزانہ مشاہدہ کررہے ہیں۔ زر، زن اور زمین کیلئے مسلمان کا مسلمان کو قتل کرنے کی کوئی حیثیت نہیں رہی۔ معمولی معمولی باتوں پر ایک دوسرے کو قتل کرنا محبوب مشغلہ بن گیا ہے، ایک بلی، کتے اور مرغی کے مارنے پر غم وافسوس رہتا ہے، مگر انسان اور مسلمان کی جان و روح کی وقعت وعظمت ختم ہو چکی۔ مسلمان آپس میں دست وگریباں، بھائی بھائی کو حقیر ترین شئی کیلئے مارتا ہے، بے رحمی اور سنگدلی کا تصور مٹ گیا، آئے روز آپ اخبارات دیکھتے ہیں، مسلمانوں کے آپس میں جنگ وجدل وافراتفری کی کیفیت ہے، شقی القلب بیٹے اپنے والدین کو حقیر خواہش کے حصول کیلئے قتل کرنا اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں، کاش آج تمام دنیا میں پھیلے مسلمان ایک دوسرے کو ذلیل ورسوا اور خون ریزی کی بجائے اپنی منتشر قوت، طاقت اور وسائل کو جمع کر کے مشترکہ دشمن کے خلاف ایک مٹھی کی حیثیت سے استعمال کرتے تو جس ذلت اور رسوائی کا سامنا مسلمان کر رہے ہیں، یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا بلکہ وانتم الاعلون ان کنتم مومنین کا

مصداق بن کر تمام دنیا پر مسلمان حکمرانی، اور قیادت کرتے۔

اجتماعی عذاب نہ آنے کی وجہ: محترم حاضرین! بے شمار مصائب کا شکار ہونے کے باوجود امۃ مسلمہ کے بیشتر لوگ راہ حق پر آنے کیلئے توجہ ہی نہیں دیتے۔ واعظ اللہ کا نیک بندہ اگر کسی کو گناہ نہ کرنے کی نصیحت و تلقین کرتا ہے۔ اسے قدامت پسند، دیوانہ اور جدید ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھ کر اس کی تضحیک کی جاتی ہے، اس کارخانہ عالم میں اللہ کی کروڑ ہا نعمتوں کا شکر اور اس کے بدلے مالک حقیقی کی اطاعت کا تصور نہ رہا، اور قوم کی اکثریت جرائم اور گناہوں کے سیلاب میں غرق ہو چکی ہو۔ ابتداء میں بھی کہہ چکا ہوں کہ پہلے اقوام کی نافرمانیاں اللہ اور اسکے نبی سے بغاوت کا سلسلہ اب کے مسلمانوں میں بڑھ چکا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ان اقوام کی طرح ساری قوم کو عذاب میں مبتلا کیا جائے۔ مگر شفیع المذنبین ﷺ کی دعا کی وجہ سے تمام مسلم امہ کی جڑ کٹنے سے ہم بچے ہوئے ہیں۔ اللہ کو جن حصوں میں منظور ہو جزوی طور پر آفات میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

زلزلہ وسیلاب ایک انتباہ: جیسے چند سال قبل خیبر پختونخواہ کے ہزارہ و بالاکوٹ اور آزاد کشمیر کا وسیع علاقہ زلزلہ کی وجہ ہزاروں جانی و مالی تباہی و بربادی سے دوچار ہوا، تین مہینے قبل بارشیں طوفانِ نوح کی شکل اختیار کر کے اس کے بعد آنے والے سیلابوں نے صوبہ خیبر پختونخوا کے تقریباً نصف علاقے اور آبادیوں کو دنیا کے نقشے سے مٹا دیا۔ لاکھوں مکین دربدر، مال و متاع سیلاب کی نذر اور کئی انسانی جانوں کو ہلاکت کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ سیلاب صوبہ پختونخوا سے گزر کر صوبہ پنجاب، بلوچستان اور سندھ میں تباہی و بربادی کے عظیم نشانات چھوڑ کر واصل سمندر ہوا۔ یہ ہم سب مسلمانوں کے لئے وارننگ اور عبرت کا تازیانہ ہے کہ تمام قوم اس سے عبرت حاصل کر کے اللہ کے حضور توبہ و استغفار کا اہتمام کریں۔ ہم میں سے ہر شخص اپنے اعمال کا احتساب کرے کہ دن رات میں مجھ سے کتنے گناہ سرزد ہو رہے ہیں۔ جن کے نتیجہ بے شمار انسان آفت سماوی یا ارضی کی لپیٹ میں آئے ہم رجوع الی اللہ کی جگہ اس بحث میں لگ گئے کہ یہ آفات عذاب ہیں، یا آزمائش اور امتحان۔

توبہ کرو راہ راست اختیار کرو: اب یہ وقت ان موضوعات پر رائے زنی کا نہیں بلکہ تمام قوم صدق دل سے توبہ اور گناہوں سے اجتناب کر کے صراط مستقیم کی راہ پر گامزن ہو جائے ورنہ یہ آفات خطرے کی گھنٹی کی حیثیت رکھتے ہیں اگر اس کے بعد بھی ہم معاصی، خرافات اور لغویات میں منہمک رہے تو وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ (سورۃ محمد) ترجمہ: اگر تم روگردانی کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کر دے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے'' کے مصداق ان آفات سے بڑھ کر امتحانات میں ہم خدا نہ کرے نشانات عبرت بن جائیں گے۔ رب کائنات ہم سب مسلمانوں کو امتحانات اور آفات سے محفوظ رکھ کر اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کے بتائے صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔